وفیات

گزشتہ ماہ ہندوستان کی مشہور دینی شخصیت حضرت مولانا غلام محمد نورگت کی وفات سے علمی ودینی حلقوں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ ان کی اچانک وفات کی خبر ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ تمام عالم اسلام میں رنج وغم کے ساتھ سنی گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ادارہ ندوۃ المصنفین سے مرحوم مولانا غلام محمد نورگت کا تعلق ورابطہ اس کے قیام اول ہی سے تھا۔ وہ اس کے نہ صرف نائف ممبر ورکن تھے بلکہ اس کے بانی اور عالم اسلام کی زبردست ہستی مفکرِ ملت حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی رفقاء میں تھے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے مشوروں وہدایات کے تحت انہوں نے اپنے آبائی وطن گجرات سورت اور اس کے مضافات میں اسلامیات کے فروغ اور مذہبی ودینی تعلیمات کیلئے دینی مدرسوں کے قیام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کتنے ہی مدارس انہوں نے قائم کئے اور ان کا سنگ بنیاد حضرت قبلہ مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ کے دست مبارک سے رکھوایا۔ علمی ودینی کاموں کو انجام دینے اور انہیں پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے حضرت مفتی صاحبؒ سے برابر صلاح ومشورہ لیتے رہتے قدم قدم پر مفتی صاحبؒ کی رہنمائی سے استفادہ حاصل کرتے رہتے تھے۔ حضرت مفتی صاحبؒ سے حضرت مولانا غلام محمد نورگتؒ کے اس قدر تعلق خصوصی اور ان کے بے لوث دینی خدمات سے متاثر ہوکر مشہور علمی ودینی شخصیت حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی دامت برکاتہم نے اپنی تصنیف حیات عبدالحئیؒ میں خاص طور پر اسے بیان فرمایا ہے۔ مفتی صاحبؒ کو وہ اپنا مشفق و مہربان اور بڑے بھائی کی طرح سمجھتے تھے ان کی ہر بات ماننا وہ باعث سعادت سمجھتے تھے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی وفات کی خبر سن کر پھوٹ پھوٹ کر بچوں کی طرح رونے لگے۔ اس کے بعد جب بھی حضرت مفتی صاحبؒ کا کہیں ذکر ہوتا تو ان کی یاد کرتے کرتے انکی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے۔ ادارہ ندوۃ المصنفین سے انہوں نے آخری دم تک تعلق ورابطہ برقرار رکھا۔ مفتی صاحبؒ کی اولاد کو اپنی ہی اولاد کی طرح گردانتے اور سمجھتے تھے۔ ہم نے بھی ان میں قبلہ ابا جان مفکرِ ملت

مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی ؒ کی محبت و شفقت اور انسیت ہی پائی جسے آج ان کی وفات سے ہمیں محروم ہونا پڑ رہا ہے ــــ کیا بتائیں کہ وہ کس قدر مشفق تھے مہربان تھے کرم فرماتے تھے۔ نیک تھے متقی و پرہیزگار تھے۔ پوری ملت اسلامیہ کے لئے ان کے دل میں اتھاہ ہمدردی وچاہت اور درد تھا۔ ملی مسائل کے حل کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے ان کی وفات سے ادارہ ندوۃ المصنفین خاندان مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ اور پوری ملت اسلامیہ کو ناقابلِ تلافی نقصان پہونچا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ہم سب کو ان کے صاحبزادگان و عزیز واقارب متعلقین اور ملت اسلامیہ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ تعزیت خود اپنے آپ سے خاندان مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ سے ملتِ اسلامیہ سے اور ان کے تمام لائق و ہونہار صاحبزادگان سے ہے۔ حق مغفرت فرمائے۔

برہان کے لئے نظرات اور حضرت مولانا غلام محمد تورگت کی وفات پر تعزیتی نوٹ لکھ کر فارغ ہی ہوا تھا کہ ابھی ابھی ٹیلی فون پر یہ منحوس اطلاع ملی کہ بعد نماز مغرب بروز جمعرات ۱۵ اپریل ۹۳ء مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ کے مدتوں کے ساتھی و رفیق، راقم کے چھوٹے بھائی نجیب الرحمٰن عثمانی کے خسر عظیم ادیب و صحافی مغلیہ دورِ حکومت کے تاریخ داں اور دلّی کی تہذیب و شرافت، نیکی و انسانیت کے آئینہ، وضعداری و اخلاق کریمانہ کے پیکر مجسم رسالہ دین و دنیا کے بانی و مدیر حضرت مفتی شوکت علی فہمی اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

یہ خبر وفات ہم سب کے لئے زبردست دکھ و غم اور صدمہ کا باعث ہے کیونکہ قبلہ ابا جان حضرت مفکرِ ملت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ سے انھیں قلبی تعلق تھا اور جب ادارہ ندوۃ المصنفین ۱۹۳۸ء میں قرولباغ میں قائم ہوا تھا تو اس وقت بھی مفتی شوکت علی فہمی سے ان کے روابط تھے جو آخر وقت تک قائم رہے۔ حضرت ابا جان مفتی صاحب کی وفات کے بعد وہ ہمارے خاندان کے قابلِ احترام بزرگ کی حیثیت سے ہم سب کی رہنمائی فرمایا کرتے تھے ــــ حضرت ابا جان جب ۱۹۴۷ء کے بعد علاقہ جامع مسجد دہلی میں آکر آباد ہو گئے تو تقریباً روزانہ ہی ملاقات فرماتے تھے۔ دونوں بزرگ آپس میں ایک دوسرے کی رائے و مشورہ کا نہ صرف ادب و احترام کرتے تھے بلکہ ان پر عمل پیرا بھی رہتے تھے۔ مفتی شوکت علی فہمی صاحب بلا کے ذہین تھے دین و دنیا میں ان کے

حالات حاضرہ پر اداریئے علمی حلقوں میں بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھے جاتے تھے۔ انکی قلم میں بڑی جان تھی۔ کئی کتابیں انھوں نے رقم فرمائیں جو علمی و ادبی حلقوں میں مقبولیت کی سند حاصل کئے ہوئے ہیں۔ بڑے ہی نستعلیق بزرگ تھے۔ نفاست پسند تھے۔ لباس کے معاملے میں بھی بڑے نفیس تھے۔ گفتگو میں بڑی ہی بردباری تھی عوام و خواص میں عزت و احترام اور توقیر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ملی مسائل میں ان کے مشورے قابل قدر ہوتے تھے سیاسیات و اخلاقیات اور تاریخ پر انہیں کمال دسترس حاصل تھا۔ اتنی خوبیوں اور اعلیٰ اوصاف کی حامل ہستی آج ہمارے درمیان میں نہ رہی یہ ہی سوچ و تصوّر کرکے دل ودماغ میں عجیب قسم کی بے چینی سی محسوس ہو رہی ہے۔ اب کیا ہوگا۔ ہر اچھی شخصیت ہمارے بیچ میں اٹھتی چلی جا رہی ہے جو پھر کبھی دیکھنی ہمیں نصیب نہ ہوگی۔ حضرت مفتی شوکت علی فہمی تاریخ ملتِ اسلامیہ ہند کا اب ایک زریں باب بن کر رہ گئے ہیں۔ مورخ اسلام کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں خاص مقام و مرتبہ عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو ان کے صاحبزدگان و صاحبزادیوں و متعلقین و عزیز و اقارب اور تمام متعارف لوگوں کو اس حادثۂ وفات پر صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔